آزادی کا صحیح مفہوم

ہم مسلمان قوم ہیں۔ محض ایک قوم نہیں ہیں۔ ہمیں آزادی ایک مسلمان قوم کی حیثیت سے درکار ہے اور مسلمان قوم کی حیثیت سے آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ہم جہاں انفرادی حیثیت میں خدا کی بندگی کے لیے آزاد ہوں وہاں بحیثیت قوم خدا کے احکام کی اطاعت کرنے کے لیے بھی آزاد ہوں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ ہم خدا کے دیے ہوئے قانون کو نافذ کرنے کے لیے آزاد ہوں اور اس تہذیب کی پیروی کرنے کے لیے آزاد ہوں جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دی ہے۔ اگر اس لحاظ سے ہم آزاد نہ ہوں تو ہماری آزادی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔

آخر عرب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن پیروؤں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ کیوں کی تھی؟..... عرب ہونے کی حیثیت سے ان کو مکہ میں پوری آزادی حاصل تھی۔ لیکن آزادی اگر حاصل نہیں تھی تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے نہیں تھی۔ اس وجہ سے انھوں نے وطن کو چھوڑا اور ایک دوسرے ملک میں چلے گئے جہاں ایک دوسری قوم آباد تھی اور ایک دوسری قوم کے ہاتھ میں حکومت تھی۔ اسی طرح جب رسول اللہ ؐ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی، تو کیوں کی؟ آپ مکہ کے باشندے تھے۔ مکہ میں آپ ؐ کو وہ تمام حقوق حاصل تھے جو مکہ کے کسی شہری کو حاصل ہو سکتے تھے۔ آپ کے ساتھیوں کو بھی وہ تمام حقوق حاصل تھے جو کسی قریشی کو قریشی ہونے کی بنا پر حاصل ہوتے تھے لیکن جس چیز کی وجہ سے آپ ؐ نے اور آپ کے ساتھیوں نے گھر بار چھوڑا، جائیدادیں چھوڑ دیں اور تن کے کپڑوں میں نکل کھڑے ہوئے وہ چیز یہ تھی کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کو آزادی میسر نہیں تھی۔ اسی وجہ سے وطن چھوڑ دیا اور دوسرے شہر میں جاکر آباد ہوئے۔

قرآن مجید میں جہاد کے بعد دوسری اہم ترین چیز جس کا ذکر کیا جاتا ہے وہ ہجرت ہے۔ اس ہجرت کی اسلام میں کیوں اتنی اہمیت ہے؟ یہ اہمیت اس لیے ہے کہ ایک مسلمان کے لیے دنیا میں سب سے زیادہ اہم اگر کوئی شے ہے تو وہ اس کا اپنا دین ہے۔ اس کی قوم ہے، نہ اس کی روٹی ہے اور نہ اس کا پیٹ ہے، بلکہ اس کے لیے سب سے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ جن اصولوں پر وہ ایمان لایا ہے ان کے

مطابق وہ زندگی بسر کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے ۔ اگر وہ ان اصولوں کے مطابق زندگی بسر نہ کر سکے تو اس کے لیے آزادی کیا خود زندگی ہی بے معنی ہو جاتی ہے ۔ وہ اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں قربان کر دینا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ ان اصولوں کو قربان کرے جن پر اس کے ایمان کا دارومدار ہے اور جن کے متعلق وہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اصول حق ہیں اور خدا اور رسول ؐ کے دیے ہوئے ہیں ۔

اب آپ دیکھیے کہ ہمیں اپنے ملک پاکستان میں آزادی کس غرض کے لیے درکار ہے ۔ کیا ہم ناچ اور گانے کی آزادی چاہتے ہیں؟ کیا ہم جوا کھیلنے کی آزادی چاہتے ہیں؟ کیا ہمیں عریانی، فحاشی اور بے شرمی و بے حیائی کی آزادی درکار ہے؟ ان چیزوں میں سے کون سی آزادی ہے جو ہمیں انگریزوں کے زمانے میں میسر نہ تھی؟ اور اگر ملک تقسیم نہ ہوتا اور ہندوؤں کے ہاتھ میں حکومت آتی تو ناچ گانے سے ہمیں منع کرنے والا کون تھا؟ جوئے شراب اور زناکاری سے منع کرنے والا کون تھا؟ ظاہر ہے کہ ان چیزوں کی آزادی ہمیں درکار نہ تھی ۔ ہمیں اس بات کی آزادی بھی درکار نہ تھی کہ ہم غیراسلامی قوانین بنائیں اور غیراسلامی قوانین چلائیں ۔ ہمیں اس بات کی بھی آزادی درکار نہ تھی کہ ہم اسی طرح کی الحاد و دہریت سکھانے والی تعلیم جاری رکھیں جو انگریز کے دور میں تھی ۔

ہمیں جس غرض کے لیے آزادی درکار تھی وہ یہ تھی کہ انگریز نے ہمارے جن قوانین کو منسوخ کیا تھا ہم انھیں پھر سے جاری کرنے کے قابل ہوں ۔ انگریز نے ہماری جس تہذیب کو مٹایا تھا ہم اس کو پھر تازہ کریں ۔ انگریز نے ہمارے جس اخلاق کا ستیاناس کیا تھا ہم اسے پھر زندہ کریں ۔ انگریز نے ہماری تعلیم کو جس طرح ختم کیا تھا، ہم اس کے مقابلے میں اسلامی تعلیم اپنی آیندہ نسلوں کو دیں تاکہ وہ مسلمان بن کر اٹھ سکیں ۔ یہ غرض تھی ہماری آزادی حاصل کرنے کی ۔ واقعہ یہ ہے کہ تقسیم سے پہلے اگر کسی کو بتایا جاتا کہ پاکستان اس غرض کے لیے نہیں بنایا جا رہا ہے کہ اسلامی تہذیب کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور اسلامی قانون کو وہاں نافذ کیا جائے، بلکہ پاکستان صرف اس غرض کے لیے بنایا جا رہا ہے کہ کچھ لوگوں کو بڑے بڑے عہدے حاصل ہو سکیں اور کچھ لوگ لوٹ کھسوٹ کا کھیل کھیل سکیں، تو میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اپنے خون کا قطرہ تو درکنار اپنے پسینے کا قطرہ بھی بہانے کے لیے تیار ہوتے اور فرض کیجیے کہ اگر بہانے کے لیے تیار بھی ہو جاتے تو وہ صرف وہ لوگ ہوتے جن کو یہ توقع تھی کہ ان کے بیٹے کل بڑے بڑے عہدے حاصل کرلیں گے ۔ وہ مسلمان اس کے لیے کیوں تیار ہوتے جن کے لیے آج ہندستان کی سرزمین جہنم بنی ہوئی ہے ۔ انھیں کیا پڑی تھی کہ ان اغراض کے لیے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتے ۔ کیا وجہ تھی کہ بمبئی اور مہاراشٹر کا مسلمان اٹھتا اور ”پاکستان زندہ باد“ کا نعرہ لگاتا ۔ اس نے اس امید پر اپنی جان کھپائی تھی اور اس امید پر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا تھا، بلکہ

اپنی اپنی بستی اور اپنے اپنے شہر کو اپنے لیے جہنم بنا لیا تھا کہ کوئی خطہ زمین تو ایسا ہو جہاں خدا کا قانون نافذ ہو' جہاں اسلام سر اٹھا کر کھڑا ہو سکے' جہاں اسلامی تہذیب زندہ ہو' جہاں اسلامی تعلیم دی جائے۔ جہاں اسلامی اخلاق کی تربیت ملے اور جہاں قرآن و سنت کی حکمرانی ہو۔ اس امید پر ان لوگوں نے اپنی جانیں قربان کیں' اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا اور اپنے لیے تباہی مول لی۔ کیا اس کے سوا ان کی کوئی اور غرض بھی تھی؟ آج آپ ان کے حالات سنتے ہیں اور دن رات سنتے ہیں کہ ہندستان کے مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے' تو کیا آپ اس سے بے خبر ہیں کہ ان پر یہ حالت کیوں بیت رہی ہے؟ یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہی آزادی ہمیں حاصل نہیں ہو رہی ہے جو مسلمان قوم کی حیثیت سے ہمیں مطلوب تھی' بلکہ جو کچھ انگریز کے زمانے میں ہو رہا تھا آج اس سے بیس گنا زیادہ ہو رہا ہے۔ انگریز کے زمانے میں قمار بازی' بدکاری' فحاشی' عریانی اور بے حیائی کا یہ حال نہ تھا جو آج ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ پھر کم از کم مسلمانوں کے پرسنل لا پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت تو کسی کو نہیں ہوئی تھی۔ انگریز نے تمام دوسرے اسلامی قوانین منسوخ کر دیے' لیکن جہاں تک مسلمانوں کے پرسنل لا کا تعلق ہے اس پر ہاتھ ڈالنے کی وہ جرات کبھی نہ کر سکا اور ہندستان کی ہندو حکومت اب تک یہ ہمت نہیں کر سکی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ کام بھی کر کے دکھا دیا گیا اور اسلامی قانون میں وہ ترمیمات کر دی گئیں جن کو تمام علما بالاتفاق اسلام کے خلاف قرار دے چکے ہیں۔ آج ہم اسلام کی دی ہوئی خدا پرستانہ تہذیب کو تازہ کرنے کے بجائے روز بروز مختلف مادہ پرستانہ تہذیبوں کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ ہماری پیشانیوں پر لکھا ہوا ہے کہ یہ وہ قوم ہے جس کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد بھی انگریز بنے رہنے کا شوق ہے۔ اس پر انگریز مسلط نہیں رہا مگر انگریزیت اب بھی مسلط ہے اور انگریزیت سے اگر کوئی بچ گیا تو وہ امریکی بن رہا ہے' یا چینی اور روسی بننا چاہتا ہے' مسلمان بن کر نہیں رہنا چاہتا۔

ہم بولتے ہیں تو اسی زبان میں بولتے ہیں جو انگریز کے دور میں ہم کو دی گئی تھی۔ ہم پہنتے ہیں تو وہ لباس پہنتے ہیں جو انگریز ہمیں پہننا سکھا گیا ہے۔ ہم تعلیم پا رہے ہیں تو وہی تعلیم پا رہے ہیں جو انگریز نے یہاں نافذ کر دی تھی۔ ہمارے معاملات چلتے ہیں تو انھی اصولوں کے مطابق جو انگریز ہمیں دے گیا تھا۔ ہم اس کی ایک ایک چیز کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

آپ میں سے ہر شخص اس بات پر غور کرے کہ فی الواقع ہم نے اب تک کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے اور جو کچھ پایا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے' لیکن جو کچھ نہیں پایا ہے اور جسے آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں' اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو اندیشہ ہے کہ غیروں کی غلامی

سے جو نجات آپ کو ملی ہے' اس سے بھی آپ کہیں ایک روز محروم نہ ہو جائیں ۔کیونکہ جو آزادی مسلمان قوم میں اسلامی اقدار' اسلامی تہذیب اور اسلامی زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ نہ بنے اس آزادی کی حفاظت مسلمان کبھی نہیں کر سکتا۔ دنیا کی کوئی دوسری قوم کسی دوسری چیز کے بل بوتے پر اپنی آزادی کی حفاظت کے لیے لڑ سکتی ہے' لیکن مسلمان اگر جان دے سکتا ہے تو صرف ایمان کے لیے۔ وہ جس ایمان کو عزیز رکھتا ہے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ اسے سر بکف بنا سکتا ہے۔ لیکن اگر سرے سے اس کے ایمان کی ہی جان نکال دی جائے تو اس کے بعد وہ محرک کیا رہ جاتا ہے جس کے لیے وہ جان دے گا۔ خود ۱۹۶۵ کی جنگ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ پاکستان کو جس چیز نے بچایا وہ اسلامی جذبہ تھا۔ کوئی قومی یا وطنی جذبہ نہ تھا۔ اس جنگ میں لڑنے والا اس خیال سے لڑا کہ میں خدا کی راہ میں لڑنے جا رہا ہوں۔ جس نے جان دی ہے یہ سمجھتے ہوئے دی ہے کہ میں شہید ہو رہا ہوں۔ اگر اس کو یہ یقین نہ ہوتا کہ میں شہید ہو رہا ہوں اور میری اس موت کے بعد مجھے جنت نصیب ہو گی تو سرفروشی کی وہ تاریخ مرتب نہ ہو سکتی تھی جو اس جنگ میں مرتب ہوئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر وہی اصل چیز جس کے بل پر مسلمان قربانی کر سکتا ہے' ختم کر دی جائے تو آپ کہاں سے وہ جذبہ قربانی لے کر آئیں گے جس سے اس سرزمین کی حفاظت ہو سکے۔ اسی لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر یہاں صحیح اسلامی آزادی قائم نہ ہو تو ہم نے غیروں سے جو آزادی حاصل کی ہے اس کی بھی حفاظت نہ کر سکیں گے۔

(۲۱ واں یوم آزادی' ۱۴ اگست ۱۹۶۷' باغ بیرون موچی دروازہ' لاہور)

منشورات

منصورہ لاہور 54570

ترجمان ری پرنٹس اسکیم کے تحت اہم مضامین کتابچوں کی شکل میں نیوز پرنٹ پر ارزاں نرخ پر سیکڑہ کے حساب سے فراہم کیے جا رہے ہیں۔ دعوتی مقاصد کی خاطر' عام تقسیم کے لیے مفید ہیں۔ تفصیلات معلوم کر کے آرڈر دیجیے